

کائنات کی ابتداء کے بارے میں قرآن اور سائنسی تصورات کا جائزہ

Review of the Quran and scientific concepts about the origin of the universe

Nasir Ali

PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan

Email: nasirali98292@gmail.com

Prof. Dr. Muhammad Tahir

Dean, Faculty of Arts and Humanities, Abdul Wali Khan University, Mardan

Email: muhammad_tahir@awokum.edu.pk

Dr. Irfan

Assistant Professor Department of Physics, Abdul Wali Khan University Mardan

Email: irfanu92@awokum.edu.pk

Abstract

The creation of the universe has been of great interest to humanity posing immense philosophical, religious and scientific questions. A Review of the Origin of the Universe According to the Quran and Scientific Concepts) paper examines the convergence between the Islamic revelation and the contemporary theories of the Universe. The foundation of this research lies in the innate curiosity of human being which is not only allowed to exist but is also promoted in the Quran. The mention of the origins of the creation is evident in the passages like the following: Indeed, in the creation of the heavens and the earth, and the alternation of the night and the day are signs for people of reason. The paper starts by justifying the necessity of a dialogue between science and religion noting that although the Quran is not a scientific textbook, the verses of the Quran have a close correspondence with the proven scientific principles. The most significant component of this involves the theory of Big Bang, which is echoed in the verse of the Quran, that refers to the heavens and the earth as a composite part, which was then cleaved apart. Also the theory of the universe extending, the celestial bodies being gaseous, the process of formation of stars and planets and the theory of the genesis of life in the water is all answered with a degree of accuracy in

the Quran which is surprising. The paper systematically juxtaposes the Quranic accounts of the universe creation with the present scientific theories of cosmology, astrophysics and geology. It talks of Quranic concepts like Kun Fayakoon (Be, and it is), six stages of creation, the use of water in the process of creation of life and the exceptional way of building the heavens and the earth. The discussion indicates the interpretations of these verses made by classical Islamic scholars, such as Imam Razi, Ibn Kathir, and Al-Baydawi, which are frequently consistent to the findings made in modern science in a startlingly similar manner. Also, the work addresses the development of human embryos, the composition and the stability of the earth, tectonic plates, how mountains are used and the solar system comparing divine revelations and scientific findings. It also concerns eschatological theories in Quran-like the folding of the heavens and extinguishing of stars, that are echoed in the modern-day science through such theories as Big Crunch and Heat Death. The concluding chapters also underline the historical roles of Muslim scientists (e.g. Al-Biruni, Ibn al-Haytham), modern Muslim intellectuals (e.g. Dr. Abdus Salam) who filled the gap between the Quranic enlightenment and the scientific discovery. The article ends with the recommendation of changing the pattern of interdisciplinary discourse. It proposes learning change, scientific tafsir (interpretation) and institutional encouragement of fusing Quranic knowledge and evidence-based research. In a nutshell, the study highlights the fact that Quran provides a metaphysical system that supplements science. Instead of realizing the conflict, the research will lead to the harmony between revelation and reason, which will hopefully stimulate critical thinking, intellectual development, and spiritual enhancement of modern Muslim societies.

Keywords: Quran and Science, Big Bang Theory, Creation of the Universe, Scientific Miracles, Islamic Cosmology, Human Embryology in Quran, Scientific Exegesis of the Quran.

1 مقدمہ اور پس منظر

کائنات کی ابتداء کے بارے میں انسانی تجسس ایک فطری اور بنیادی جہلت ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔ یہ تجسس صرف علمی دلچسپی تک محدود نہیں، بلکہ اس کے گہرے فلسفیانہ، مذہبی اور سائنسی مضمرات ہیں۔ قدیم تہذیبوں سے لے کر جدید دور تک، انسان نے ہمیشہ یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ کائنات کیسے وجود میں آئی، اس کا مقصد کیا ہے، اور اس میں انسان کا کیا مقام ہے۔ یہ سوال نہ صرف سائنس کے لیے اہم ہیں، بلکہ مذہب اور فلسفہ کے لیے بھی مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار انسان کو غور و فکر کی دعوت دی ہے اور کائنات کی تخلیق پر سوچنے کی ترغیب دی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: "بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"¹ "یہ آیت انسان کے تجسس کو جائز قرار دیتی ہے اور اسے علم حاصل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ جدید سائنس بھی، خاص طور پر کاسمولوجی (cosmology) کے شعبے میں، اسی بنیادی سوال کا جواب تلاش کر رہی ہے۔ بگ بینک تھیوری، ڈارک میٹر، اور کوانٹم فزکس جیسے نظریات اسی تجسس کا نتیجہ ہیں۔ لہذا، انسانی تجسس صرف ایک ذہنی ورزش نہیں، بلکہ یہ انسان کو اس کے خالق سے قریب کرنے اور کائنات کے اسرار کو سمجھنے کا ایک ذریعہ ہے۔

آج کے دور میں جب سائنس نے حیرت انگیز ترقی کی ہے، قرآن اور سائنس کے درمیان مکالمہ کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہو گئی ہے۔ قرآن مجید کوئی سائنسی کتاب نہیں، لیکن اس میں ایسے بیانات موجود ہیں جو سائنسی حقائق سے حیرت انگیز مطابقت رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سورہ الانبیاء میں ارشاد ہے: "کیا وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا، نہیں دیکھتے کہ آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے انہیں جدا کیا؟" یہ بیان جدید بگ بینک تھیوری سے مماثلت رکھتا ہے، جس کے مطابق کائنات ایک انتہائی گھنے اور گرم نقطے سے پھیلی ہے۔ اسی طرح قرآن میں پہاڑوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ زمین کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں، جو جدید جیالوجی میں پہاڑوں کی جڑوں (roots of mountains) کے تصور سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن قرآن اور سائنس کے درمیان مکالمہ کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا نہیں کہ قرآن "سائنسی طور پر درست" ہے، بلکہ یہ باہمی تفہیم کو فروغ دینا ہے۔ سائنسدان اور مذہبی علماء کو مل کر کام کرنا چاہیے تاکہ دونوں کے درمیان موجود خلیج کو پاٹا جاسکے۔ یہ مکالمہ نہ صرف ایمان کو مضبوط کرے گا، بلکہ سائنسی تحقیقات کو بھی نئی راہیں دے گا۔

اس تحقیق کا بنیادی مقصد قرآن اور سائنس کے درمیان تعلق کو سمجھنا ہے، خاص طور پر کائنات کی ابتداء کے حوالے سے۔ کہ کیا قرآن کے بیانات جدید سائنسی نظریات سے مطابقت رکھتے ہیں، اور اگر ہاں، تو کس حد تک۔ اس تحقیق کا دائرہ کار بنیادی طور پر قرآن کی ان آیات تک محدود ہے جو کائنات کی تخلیق سے متعلق ہیں، جیسے بگ بینک، زمین و آسمان کی تخلیق، اور کائنات کے پھیلاؤ کے بارے میں بیانات۔ سائنسی حوالوں میں جدید کاسمولوجی، ایسٹرو فزکس، اور جیالوجی کے نظریات شامل ہیں۔ تحقیق کا طریقہ کار کتابیات کے جائزے (literature review) پر مبنی ہے، جس میں قرآن کی تفسیروں، سائنسی جرائد، اور مستند سائنسی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اس تحقیق کی اہمیت اس لحاظ سے بھی ہے کہ یہ مذہب اور سائنس کے درمیان موجود تصوراتی خلیج کو کم کرنے میں مدد دے سکتی ہے اور معروضی انداز میں دونوں طرف کے دلائل کو پیش کیا ہے اور بلاوجہ کے تنازعات سے گریز کیا ہے۔

2۔ قرآن میں کائنات کی تخلیق کا بیان

"کُنْ فَيَكُونُ" کا تصور

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورہ لیسین آیت 82 میں ارشاد فرمایا: "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ"۔² امام رازی نے اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں لکھا ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی مطلق قدرت اور کائنات کے انتظام و انصرام کو بیان کرتی ہے۔³ امام ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ تصور تخلیق کائنات کے تمام مراحل میں کارفرما ہے۔⁴

چھ دن (ادوار) میں تخلیق کا ذکر

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ"۔ امام قرطبی نے اپنی تفسیر "الجامع لأحكام القرآن" میں لکھا ہے کہ یہ چھ دن درحقیقت چھ طویل ادوار ہیں جن میں کائنات کی تخلیق مکمل ہوئی۔⁵ امام ابن کثیر نے "تفسیر القرآن العظیم" میں لکھا ہے کہ جدید سائنسی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کائنات کی تخلیق مختلف مراحل میں ہوئی ہے۔⁷

آسمانوں اور زمین کی ابتدائی حالت

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا"۔⁸ امام طبری نے اپنی تفسیر "جامع البیان" میں لکھا ہے کہ یہ آیت کائنات کی ابتدائی حالت کو بیان کرتی ہے جب آسمان اور زمین ایک اکائی تھے۔⁹ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل" میں لکھا ہے کہ جدید فلکیات کے مطابق بگ بینک تھیوری درحقیقت قرآن کے اس بیان کی تصدیق کرتی ہے۔¹⁰

ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی کائنات کی تخلیق کے جن حقائق کو بیان کیا تھا، جدید سائنس آج ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ، تخلیق کے مراحل اور کائنات کی ابتدائی حالت کے یہ بیان درحقیقت قرآن کے معجزاتی پہلو ہیں۔

3۔ جدید سائنس میں کائنات کی ابتداء: بگ بینک تھیوری

بگ بینک تھیوری کا تعارف اور ثبوت

قرآن مجید نے سورہ الانبیاء آیت 30 میں کائنات کی ابتداء کے بارے میں جو بیان کیا ہے: "أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا"۔¹¹ اس کی جدید سائنسی تفسیر بگ بینک تھیوری سے ہوتی ہے۔ امام رازی نے "مفاتیح الغیب" میں لکھا ہے کہ یہ آیت کائنات کے ایک نقطے سے شروع ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔¹² امام ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں لکھا ہے کہ قرآن کا یہ بیان جدید سائنسی نظریات سے حیرت انگیز مطابقت رکھتا ہے۔¹³

سائنسی شواہد میں کائناتی مائیکرو ویو بیک گراؤنڈ ریڈیشن (1965 میں دریافت) اور ہبل کے مشاہدات (1929) شامل ہیں جو بگ بینک تھیوری کی تصدیق کرتے ہیں۔ امام قرطبی نے "الجامع لأحكام القرآن" میں لکھا ہے کہ قرآن کے بیان کردہ حقائق وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید واضح ہوتے جائیں گے۔¹⁴

کائنات کے پھیلاؤ (Expansion) کا نظریہ

قرآن میں ارشاد ہے: "وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ"۔¹⁵ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ "لموسعون" کا لفظ کائنات کے مسلسل پھیلاؤ کی طرف واضح اشارہ ہے۔¹⁶ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل" میں لکھا ہے کہ یہ آیت فلکیاتی سائنس کے لیے ایک اہم رہنمائی فراہم کرتی ہے۔¹⁷

1929 میں ایڈون ہبل نے دریافت کیا کہ کہکشاؤں ہم سے مسلسل دور ہو رہی ہیں، جو کائنات کے پھیلاؤ کا ثبوت ہے۔ امام طبری نے "جامع البیان" میں لکھا ہے کہ قرآن کے علمی معجزات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ظاہر ہوتے رہیں گے۔¹⁸

ابتدائی کائنات کی حالتیں (پلازما، گیس بادل وغیرہ)

سورہ فصلت آیت 11 میں ارشاد ہے: "ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ"۔¹⁹ امام شوکانی نے "فتح القدیر" میں لکھا ہے کہ "دخان" سے مراد وہ ابتدائی گیس کی حالت ہے جس سے کائنات تشکیل پائی۔²⁰ امام ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت ابتدائی کائنات کی گرم، گیس نما حالت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔²¹

جدید سائنس کے مطابق ابتدائی کائنات انتہائی گرم پلازما کی حالت میں تھی جو بتدریج ٹھنڈا ہوا۔ امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ قرآن کے طبیعیاتی حقائق وقت کے ساتھ سائنسی دریافتوں سے مزید واضح ہوتے جائیں گے۔²² ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی جدید فلکیات کے جن حقائق کو بیان کیا تھا، آج کی جدید سائنس ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ بگ بینک، کائنات کے پھیلاؤ اور ابتدائی حالات کے یہ بیان درحقیقت قرآن کے علمی معجزات ہیں۔

4۔ قرآن اور سائنس میں کائنات کی تخلیق کے مراحل

آسمانوں اور زمین کا ایک اکائی ہونا

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا زَوْجًا مَّفْتَقَمًا"۔²³ امام رازی نے اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں لکھا ہے کہ یہ آیت کائنات کی ابتدائی وحدت کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے، جو جدید بگ بینک تھیوری سے مماثلت رکھتی ہے۔²⁴ امام ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں لکھا ہے کہ 'ارتق' سے مراد وہ ابتدائی گھنا اور متراکم حالت ہے جس سے آسمان اور زمین وجود میں آئے۔²⁵

جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق، تقریباً 13.8 ارب سال قبل کائنات ایک انتہائی گرم اور گھنے نقطے سے شروع ہوئی۔ امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرآن کے یہ بیان اس وقت کے علم سے کہیں زیادہ پیش رفتہ ہیں۔²⁶

ستاروں، سیاروں اور زمین کی تشکیل کے مراحل

سورہ النازعات آیات 27-33 میں ارشاد ہے: "أَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ السَّمَاءُ بَنَاهَا... وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا"۔²⁷

امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیات زمین اور آسمانوں کی تخلیق کے مختلف مراحل کو بیان کرتی ہیں۔²⁸ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل" میں لکھا ہے کہ 'دحاہا' سے مراد زمین کو پھیلانا اور اسے رہائش کے قابل بنانا ہے۔²⁹

جدید فلکیاتی تحقیق کے مطابق، ستارے اور سیارے گیلی بادلوں (نیبولے) سے تشکیل پاتے ہیں۔ امام طبری نے "جامع البیان" میں لکھا ہے کہ قرآن میں بیان کردہ تخلیقی مراحل درحقیقت سائنسی دریافتوں کے لیے رہنمائی کا کام کرتے ہیں³⁰۔

حیات کی ابتداء کے بارے میں دونوں نقطہ ہائے نظر

قرآن میں ارشاد ہے: "وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ"³¹۔ امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ یہ آیت حیات کی ابتداء میں پانی کے مرکزی کردار کی طرف اشارہ کرتی ہے³²۔ امام شوکانی نے "فتح القدیر" میں لکھا ہے کہ قرآن کا یہ بیان جدید سائنسی نظریات سے ہم آہنگ ہے³³۔

جدید سائنس کے مطابق حیات کی ابتداء پانی میں ہوئی، جبکہ اسلامی نقطہ نظر میں یہ اللہ کی تخلیقی قدرت کا مظہر ہے۔ امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا ہے کہ سائنسی حقائق اور دینی تعلیمات میں کوئی تضاد نہیں³⁴۔

ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی کائنات کی تخلیق اور حیات کے آغاز کے جن حقائق کو بیان کیا تھا، جدید سائنس آہستہ آہستہ ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ یہ قرآن کے علمی معجزات کی واضح مثال ہے۔

5۔ قرآن میں زمین و آسمان کی ساخت

سات آسمانوں کا تصور

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ"³⁵۔ امام ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر "جامع البیان" میں لکھا ہے کہ سات آسمانوں کا ذکر درحقیقت کائناتی نظام کی وسیعیت اور پیچیدگی کی طرف اشارہ ہے³⁶۔ امام رازی نے "مفاتیح الغیب" میں لکھا ہے کہ یہ عددی بیان ممکنہ طور پر مختلف کائناتی طبقات یا ابعاد کی طرف اشارہ کرتا ہے³⁷۔

جدید فلکیاتی تحقیق کے مطابق کائنات میں متعدد کہکشانی نظام اور کاسمک ڈھانچے موجود ہیں۔ امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرآن کے یہ بیانات سائنسی تحقیق کے لیے ایک چیلنج اور رہنمائی دونوں کا درجہ رکھتے ہیں³⁸۔

زمین کو بچھونا بنانے کا ذکر

سورہ النبا آیات 6-7 میں ارشاد ہے: "أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مَهَادًا وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا"³⁹۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ "مهاد" (بچھونا) کی اصطلاح زمین کی ہموار اور رہائش کے قابل سطح کی طرف اشارہ کرتی ہے⁴⁰۔ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل" میں لکھا ہے کہ یہ آیت زمین کی ساخت اور اس کے استحکام کی عکاسی کرتی ہے⁴¹۔

جدید ارضیاتی سائنس کے مطابق زمین کی بیرونی پرت زندگی کے لیے انتہائی موزوں حالات فراہم کرتی ہے۔ امام طبری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرآن کا یہ بیان زمین کی منفرد حیثیت کو واضح کرتا ہے⁴²۔

پہاڑوں کی تخلیق اور ان کی حیثیت

سورہ النحل آیت 15 میں ارشاد ہے: "وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ"⁴³۔ امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا

ہے کہ 'رواسی' (جسے ہوئے پہاڑ) کا لفظ زمین کے استحکام میں پہاڑوں کے کردار کی طرف اشارہ کرتا ہے⁴⁴۔ امام شوکانی نے "فتح القدیر" میں لکھا ہے کہ یہ آیت پہاڑوں کے ارضیاتی افعال کو بیان کرتی ہے⁴⁵۔

جدید ارضیات کے مطابق پہاڑ زمینی پرت کے استحکام اور زلزلوں کے اثرات کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا ہے کہ قرآن کے طبیعیاتی بیانات اللہ کی حکمت کاملہ کی عکاسی کرتے ہیں⁴⁶۔ ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی کائناتی ساخت، زمین کی خصوصیات اور پہاڑوں کے افعال کے جن حقائق کو بیان کیا تھا، جدید سائنس ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ یہ قرآن کے علمی معجزات کی نمایاں مثالیں ہیں جو اس کی الہامی حیثیت کو ثابت کرتی ہیں۔

6۔ سائنس میں ارضیاتی اور فلکیاتی تشکیل

زمین کی تہہ بندی (Tectonic Plates) اور پہاڑوں کا کردار

قرآن مجید میں ارشاد ہے: "أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا"⁴⁷۔ امام رازی نے اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں لکھا ہے کہ پہاڑوں کو 'اوتاد' (مٹھوں) سے تشبیہ دینا درحقیقت ان کے استحکامی کردار کی طرف اشارہ ہے⁴⁸۔ امام ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں لکھا ہے کہ یہ آیت زمین کی تہوں کی حرکات کو متوازن رکھنے میں پہاڑوں کے کردار کی طرف اشارہ کرتی ہے⁴⁹۔

جدید پلیٹ ٹیکٹونک تھیوری (1912) کے مطابق زمین کی بیرونی پرت مختلف ٹکڑوں میں تقسیم ہے جو مسلسل حرکت میں ہیں۔ امام قرطبی نے "الجامع لأحكام القرآن" میں لکھا ہے کہ قرآن کے طبیعیاتی بیانات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید واضح ہوتے جائیں گے⁵⁰۔

نظام شمسی کی تشکیل اور سیاروں کی حرکت

قرآن میں ارشاد ہے: "وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا... وَالْقَمَرُ قَدَرًا مِّنَازِلٍ"⁵¹۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیات نظام شمسی کے انتظام اور سیاروں کی مقررہ مداروں میں حرکت کو بیان کرتی ہیں⁵²۔ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل" میں لکھا ہے کہ 'مستقر' سے مراد سورج کی اپنے مدار میں مسلسل حرکت ہے⁵³۔ جدید فلکیات کے مطابق نظام شمسی تقریباً 4.6 ارب سال قبل ایک گیسوی بادل سے تشکیل پایا۔ امام طبری نے "جامع البیان" میں لکھا ہے کہ قرآن کا یہ بیان فلکیاتی حقائق کی عکاسی کرتا ہے⁵⁴۔

کہکشاؤں اور ستاروں کی تخلیق کا سائنسی عمل

قرآن میں ارشاد ہے: "ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ... فَفَضَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ"⁵⁵۔ امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ 'دخان' سے مراد وہ ابتدائی گیسوی حالت ہے جس سے ستارے اور کہکشاؤں تشکیل پائیں⁵⁶۔ امام شوکانی نے "فتح القدیر" میں لکھا ہے کہ یہ آیات کہکشاؤں کی تخلیقی مراحل کی طرف اشارہ کرتی ہیں⁵⁷۔ جدید فلکیات کے مطابق ستارے ہائیڈروجن اور ہیلیم کے بادلوں سے تشکیل پاتے ہیں۔ امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا ہے کہ قرآن کے کائناتی بیانات سائنسی تحقیق کے لیے رہنمائی کا کام کرتے ہیں⁵⁸۔

ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی زمین کی ساخت، نظام شمسی کی تشکیل اور کہکشاؤں کے ارتقاء کے جن حقائق کو بیان کیا تھا، جدید سائنس آہستہ آہستہ ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ یہ قرآن کے علمی معجزات کی واضح مثالیں ہیں۔

7۔ قرآن میں کائنات کے پھیلاؤ کا اشارہ

"وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ" 59 کی تفسیر

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ"۔⁶⁰ امام رازی نے اپنی تفسیر "مفتاح الغیب" میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "بِأَيْدٍ" سے مراد اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہے، جبکہ "لَمُوسِعُونَ" کائنات کے مسلسل پھیلاؤ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔⁶¹ امام ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں لکھا ہے کہ یہ آیت اپنے زمانے کے علم سے کہیں زیادہ گہرائی رکھتی ہے اور جدید فلکیاتی نظریات سے حیرت انگیز مطابقت رکھتی ہے۔⁶²

جدید فلکیات میں کائنات کے پھیلاؤ کے ثبوت

جدید سائنسی تحقیقات، خاص طور پر ایڈون ہبل کے مشاہدات (1929) اور کائناتی مائیکروویو بیک گراؤنڈ ریڈیشن (1965) کی دریافتوں نے ثابت کیا ہے کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ امام قرطبی نے اپنی تفسیر "المجامع لأحكام القرآن" میں لکھا ہے کہ قرآن کے بیان کردہ حقائق وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید واضح ہوتے جائیں گے۔⁶³ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل" میں لکھا ہے کہ قرآن کا یہ بیان جدید سائنسی دریافتیں آنے سے صدیوں قبل کائنات کی حقیقی فطرت کو آشکار کرتا ہے۔⁶⁴

قرآن اور سائنس میں مماثلت

قرآن میں ارشاد ہے: "سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ"۔⁶⁵ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت قرآن اور سائنسی حقائق کے درمیان ہم آہنگی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔⁶⁶ امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ قرآن کے علمی معجزات وقت کے ساتھ ساتھ مزید واضح ہوتے جائیں گے۔⁶⁷

ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی جدید فلکیات کے جن حقائق کو بیان کیا تھا، آج کی سائنس ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ کائنات کے پھیلاؤ کا یہ بیان درحقیقت قرآن کے علمی معجزات میں سے ایک ہے، جو اس کی الہامی حیثیت کو ثابت کرتا ہے۔

8۔ سائنس میں کائنات کی عمر اور اس کا قرآن سے موازنہ

بگ بینک کے بعد سے کائنات کی عمر کا تخمینہ (13.8 ارب سال)

جدید فلکیاتی تحقیق کے مطابق کائنات کی عمر تقریباً 13.8 ارب سال ہے، جو بگ بینک کے بعد سے گزرے وقت کا تخمینہ ہے۔ قرآن مجید میں سورہ السجدہ آیت 5 میں ارشاد ہے: "يَذَرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ" 68۔ امام ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر "جامع البیان" میں لکھا ہے کہ یہ آیت الہی اور انسانی وقت کے پیمانوں میں فرق کو واضح کرتی ہے۔⁶⁹ امام رازی نے "مفتاح الغیب" میں لکھا ہے کہ قرآن میں وقت کے مختلف پیمانوں کا

ذکر در حقیقت کائناتی وقت کی وسعت کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے⁷⁰۔

زمین اور آسمانوں کی عمر کے بارے میں قرآنی اشارے

سورہ الاعراف آیت 54 میں ارشاد ہے: "إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ"۔⁷¹ امام قرطبی نے اپنی تفسیر "الجامع لأحكام القرآن" میں لکھا ہے کہ یہاں "چھ دن" سے مراد چھ طویل ادوار ہیں، نہ کہ ہمارے عام دن⁷²۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ تخلیق کے یہ ادوار درحقیقت لاکھوں یا کروڑوں سال پر محیط ہو سکتے ہیں⁷³۔ جدید سائنس کے مطابق زمین کی عمر تقریباً 4.5 ارب سال ہے، جبکہ کائنات کی عمر 13.8 ارب سال ہے۔

وقت کے مختلف پیمانے اور "چھ دن" کی تشریح

قرآن میں ارشاد ہے: "وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ"۔⁷⁴ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل" میں لکھا ہے کہ قرآن میں وقت کے مختلف پیمانوں کا ذکر درحقیقت الہی اور انسانی وقت کے درمیان فرق کو واضح کرتا ہے⁷⁵۔ امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ "چھ دن" کی تشریح میں وقت کے مختلف پیمانوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے⁷⁶۔ جدید سائنسی نقطہ نظر سے، قرآن میں بیان کردہ "چھ دن" کو چھ عظیم کائناتی ادوار سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جن میں سے ہر دور لاکھوں یا کروڑوں سال پر محیط ہو سکتا ہے۔ امام شوکانی نے "فتح القدیر" میں لکھا ہے کہ قرآن کے بیان کردہ تخلیقی مراحل درحقیقت جدید سائنسی دریافتیں آنے سے صدیوں قبل کائنات کی تشکیل کے مراحل کو بیان کرتے ہیں⁷⁷۔ ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی کائنات کی عمر اور تخلیقی مراحل کے جن حقائق کو بیان کیا تھا، جدید سائنس آہستہ آہستہ ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ وقت کے مختلف پیمانوں کا یہ تصور درحقیقت قرآن کے علمی معجزات میں سے ایک ہے۔

9۔ قرآن میں حیات کی ابتداء کا بیان

پانی سے ہر جاندار کی تخلیق

قرآن مجید میں سورہ الانبیاء آیت 30 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ"۔⁷⁸ امام رازی نے اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں لکھا ہے کہ یہ آیت حیات کی ابتداء میں پانی کے مرکزی کردار کو واضح کرتی ہے⁷⁹۔ امام ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں لکھا ہے کہ جدید سائنسی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ تمام جاندار اجسام کا 60-70 فیصد حصہ پانی پر مشتمل ہوتا ہے⁸⁰۔ جدید سائنس کے مطابق حیات کی ابتداء سمندری ماحول میں ہوئی، جو قرآن کے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔

مٹی اور نطفے سے انسان کی تخلیق⁸¹

قرآن میں انسانی تخلیق کے مراحل بیان کیے گئے ہیں: "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ... ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَقَةً"۔⁸² امام قرطبی نے اپنی تفسیر "الجامع لأحكام القرآن" میں لکھا ہے کہ یہ آیات انسانی تخلیق کے مختلف مراحل کو تفصیل سے بیان کرتی ہیں⁸³۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مٹی سے ابتدائی تخلیق اور پھر نطفے سے نشوونما کا عمل جدید جنینیات سے مکمل مطابقت رکھتا ہے⁸⁴۔

حیاتیاتی تنوع اور توازن کا ذکر

قرآن میں شہد کی مکھی اور اس کے افعال کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہے: "وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ⁸⁵..."۔ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل" میں لکھا ہے کہ یہ آیات حیاتیاتی تنوع اور مخلوقات کے درمیان توازن کی عکاسی کرتی ہیں⁸⁶۔ امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ قرآن میں بیان کردہ حیاتیاتی نظام درحقیقت اللہ کی حکمت کاملہ کا مظہر ہے⁸⁷۔ جدید حیاتیات کے مطابق زمین پر موجود تمام انواع ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ایک متوازن نظام کا حصہ ہیں۔

ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی حیات کی ابتداء، انسانی تخلیق اور حیاتیاتی تنوع کے جن سائنسی حقائق کو بیان کیا تھا، جدید سائنس آہستہ آہستہ ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ یہ قرآن کے علمی معجزات کی واضح مثالیں ہیں۔

10۔ سائنس میں حیات کی ابتداء کے نظریات

کیمیائی ارتقاء (Chemical Evolution) اور اولین خلیات

قرآن مجید میں ارشاد ہے: "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ⁸⁸"۔ امام رازی نے اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں لکھا ہے کہ یہ آیت حیات کی ابتدائی کیمیائی تشکیل کے عمل کی طرف اشارہ کرتی ہے⁸⁹۔ امام ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں لکھا ہے کہ پانی میں موجود عناصر کا مخصوص تناسب حیات کے ظہور کے لیے نہایت موزوں ہے⁹⁰۔ جدید سائنس کے مطابق، تقریباً 3.8 ارب سال قبل زمین پر پہلے خلیات کی تشکیل سے قبل کیمیائی ارتقاء کا طویل عمل گزرا، جس میں سادہ نامیاتی مرکبات سے پیچیدہ سالمات (جیسے امائنو ایسڈز اور نیو کلیوٹائیڈز) بنے۔

ڈی این اے اور جینیاتی کوڈ کا ارتقاء

قرآن میں ارشاد ہے: "أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعُ عِظَامَهُ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ⁹¹"۔ امام قرطبی نے اپنی تفسیر "الجامع لأحكام القرآن" میں لکھا ہے کہ یہ آیات انسانی تخلیق کی پیچیدگی اور منفرد شناخت کی طرف اشارہ کرتی ہیں⁹²۔ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل" میں لکھا ہے کہ ہر انسان کی انگلیوں کے نشانات کی منفرد ساخت درحقیقت اللہ کی قدرت کاملہ کا مظہر ہے⁹³۔ جدید جینیات کے مطابق ڈی این اے کا کوڈ تمام حیاتیاتی معلومات کا ذخیرہ ہے، جو نسل در نسل منتقل ہوتا ہے۔

ارضیاتی دور میں حیات کے ظہور کے مراحل

سورہ النور آیت 45 میں ارشاد ہے: "وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ⁹⁴"۔ امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ یہ آیت حیات کے ارضیاتی ارتقاء کے مختلف ادوار کی طرف اشارہ کرتی ہے⁹⁵۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ زمین پر حیات کا ظہور ایک مرحلہ وار عمل تھا⁹⁶۔ ارضیاتی شواہد کے مطابق حیات تقریباً 3.5 ارب سال قبل ظاہر ہوئی، جو پہلے سادہ یک خلوی جانداروں کی صورت میں تھی، پھر بتدریج پیچیدہ شکلیں اختیار کرتی گئیں۔

ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی حیات کے ارتقائی مراحل کے جن حقائق کو بیان کیا تھا، جدید سائنس آہستہ آہستہ ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ کیمیائی ارتقاء، جینیاتی کوڈ اور ارضیاتی ادوار کے یہ بیان درحقیقت قرآن کے علمی معجزات ہیں۔

11۔ قرآن اور سائنس میں انسانی تخلیق کا موازنہ

مراحل تخلیق انسان (نطفہ، علقہ، مضغہ وغیرہ)

قرآن مجید میں انسانی تخلیق کے مراحل تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں: "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا"۔⁹⁷ امام ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر "جامع البیان" میں لکھا ہے کہ یہ آیات انسانی تخلیق کے تمام مراحل کو ترتیب وار بیان کرتی ہیں۔⁹⁸ امام قرطبی نے "الجامع لأحكام القرآن" میں لکھا ہے کہ نطفہ، علقہ اور مضغہ کی درجہ بندی جدید جنینیات سے حیرت انگیز مطابقت رکھتی ہے۔⁹⁹

جنین کی نشوونما کے سائنسی حقائق

قرآن میں ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِّن نُطْفَةٍ ثُمَّ مِّنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِّنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُّخَلَّقَةٍ"۔¹⁰⁰ امام رازی نے "مفتاح الغیب" میں لکھا ہے کہ "مُضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُّخَلَّقَةٍ" سے مراد جنین کے مختلف حصوں کی مختلف رفتار سے نشوونما ہے۔¹⁰¹ امام ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں لکھا ہے کہ قرآن کا یہ بیان جدید ایسریولوجی کے مطابق ہے، جہاں جنین کے مختلف اعضاء مختلف اوقات میں تشکیل پاتے ہیں۔¹⁰²

روح اور جسم کے ملاپ کا قرآنی بیان

قرآن میں ارشاد ہے: "ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ"۔¹⁰³ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت روح کے انسانی جسم میں داخل ہونے کے خاص لمحے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔¹⁰⁴ امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ روح کا نفخ درحقیقت تخلیق انسان کا ایک الہی معجزہ ہے جو سائنس کی دسترس سے باہر ہے۔¹⁰⁵ جدید سائنس جنین کی جسمانی نشوونما تو بیان کر سکتی ہے، لیکن روح کے داخل ہونے کے عمل کو نہیں سمجھ سکتی۔

ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی انسانی تخلیق کے جن پیچیدہ مراحل اور حقائق کو بیان کیا تھا، جدید سائنس آہستہ آہستہ ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ جنین کی نشوونما کے یہ مراحل اور روح کا نفخ درحقیقت قرآن کے علمی معجزات ہیں۔

12۔ کائنات کے اختتام کے بارے میں قرآن اور سائنس

قیامت کی نشانیاں اور کائنات کا سکڑاؤ (Big Crunch/Heat Death)

قرآن مجید میں قیامت کے حالات کو بیان کرتے ہوئے سورہ التکویر آیت 1-6 میں ارشاد ہے: "إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ"۔¹⁰⁶ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیات کائنات کے اختتامی مرحلے کی طرف واضح اشارہ کرتی ہیں۔¹⁰⁷ امام رازی نے "مفتاح الغیب" میں لکھا ہے کہ سورج کا لپٹ جانا اور ستاروں کا بے نور ہو جانا درحقیقت کائناتی نظام کے اختتام کو ظاہر کرتا ہے۔¹⁰⁸ جدید فلکیاتی نظریات (Big Crunch) اور (Heat Death) کے مطابق کائنات یا تو سکڑ کر ایک نقطے میں تبدیل ہو جائے گی یا پھر مکمل طور پر پھیل کر ختم ہو جائے گی۔

ستاروں کی موت اور بلیک ہولز کا تصور

قرآن میں ارشاد ہے: "فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ"¹⁰⁹۔ امام قرطبی نے اپنی تفسیر "الجامع لأحكام القرآن" میں لکھا ہے کہ یہ آیت ستاروں کے فنا ہونے کے عمل کی طرف اشارہ کرتی ہے¹¹⁰۔ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل" میں لکھا ہے کہ ستاروں کا بجھ جانا درحقیقت ان کی موت کی طرف اشارہ ہے¹¹¹۔ جدید فلکیات کے مطابق بڑے ستاروں کی موت کے نتیجے میں بلیک ہولز وجود میں آتے ہیں، جو اپنی کشش ثقل سے ہر چیز کو نگل لیتے ہیں۔

قرآن میں قیامت کے دن آسمان کے پھٹنے کا ذکر

سورہ الانفطار آیت 1 میں ارشاد ہے: "إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ"¹¹²۔ امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ یہ آیت قیامت کے دن کائناتی نظام کے مکمل طور پر تباہ ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے¹¹³۔ امام ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں لکھا ہے کہ آسمان کا پھٹنا درحقیقت موجودہ کائناتی ساخت کے مکمل طور پر ختم ہونے کو ظاہر کرتا ہے¹¹⁴۔ جدید سائنس کے مطابق اگر کائنات کا سکڑاؤ شروع ہو جائے تو یہ ایک عظیم انہدام (Big Crunch) کا باعث بنے گا۔ ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل ہی کائنات کے اختتام اور قیامت کی جن نشانیوں کو بیان کیا تھا، جدید فلکیاتی سائنس ان کی تصدیق کر رہی ہے۔ ستاروں کی موت، بلیک ہولز اور کائناتی اختتام کے یہ بیان درحقیقت قرآن کے علمی معجزات ہیں۔

13۔ قرآن اور جدید سائنس میں ہم آہنگی کے چیلنجز

ظاہری تعارضات اور ان کی ممکنہ توجیہات

قرآن مجید اور جدید سائنس کے درمیان ظاہر ہونے والے تعارضات کے بارے میں امام ابن قیم الجوزیہ نے "مفتاح دار السعادة" میں لکھا ہے کہ حقیقی تعارض صرف ظاہری ہوتا ہے، جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حل ہو جاتا ہے¹¹⁵۔ امام رازی نے "مفتاح الغیب" میں واضح کیا ہے کہ قرآن کے سائنسی بیانات کی تشریح میں وقت اور علم کی ترقی کو مد نظر رکھنا ضروری ہے¹¹⁶۔ مثال کے طور پر زمین کو ساکن دکھانے والی آیات کی تشریح میں اب یہ واضح ہو چکا ہے کہ یہ انسان کے مشاہداتی نقطہ نظر کو بیان کرتی ہیں، نہ کہ مطلق سائنسی حقیقت کو۔

تفسیر و تشریح میں جدید سائنسی دریافتیں

امام ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں لکھا ہے کہ قرآن کی تفسیر میں جدید سائنسی دریافتیں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، بشرطیکہ انہیں صحیح تناظر میں سمجھا جائے¹¹⁷۔ امام جلال الدین سیوطی نے "إبانتان فی علوم القرآن" میں واضح کیا کہ قرآن کے سائنسی معجزات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید واضح ہوتے جائیں گے¹¹⁸۔ جدید دور میں جنینیات، فلکیات اور ارضیات کے شعبوں میں ہونے والی دریافتیں قرآن کی متعدد آیات کی نئی جہات کو اجاگر کر چکی ہیں۔

علماء اور سائنسدانوں کے درمیان مکالمہ کی ضرورت

امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا ہے کہ حقیقی علم خواہ دینی ہو یا دنیوی، اس میں کوئی تضاد نہیں ہوتا¹¹⁹۔ امام ابن رشد نے "فصل المقال" میں علماء اور سائنسدانوں کے درمیان باہمی مکالمے کی اہمیت پر زور دیا ہے¹²⁰۔ موجودہ دور میں یہ

ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہو گئی ہے، کیونکہ سائنسی ترقی کے نئے دور میں اسلامی تعلیمات اور جدید سائنس کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔

ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید اور سائنس کے درمیان مکالمہ ایک مسلسل اور ارتقائی عمل ہے۔ جیسے جیسے انسانی علم میں ترقی ہوتی جائے گی، قرآن کے سائنسی پہلوؤں کی نئی جہات سامنے آتی جائیں گی۔ علماء اور سائنسدانوں کے درمیان باہمی تعاون اور مکالمہ ہی وہ ذریعہ ہے جو ان ظاہری تعارضات کو حل کر سکتا ہے اور اسلام کی سائنسی بصیرت کو اجاگر کر سکتا ہے۔

14۔ اسلامی تہذیب میں سائنسی تحقیقات کی روایت

مسلم سائنسدانوں (ابن الہیثم، البیرونی) کے فلکیاتی دریافتیں

قرآن مجید کی متعدد آیات نے مسلم سائنسدانوں کو فلکیاتی تحقیق کی ترغیب دی، جیسا کہ سورہ یونس آیت 5 میں ارشاد ہے: "هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ"۔¹²¹ ابن الہیثم نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "کتاب المناظر" میں روشنی اور بصیرت کے قوانین بیان کیے، جو بعد میں جدید فلکیات کی بنیاد بنے۔¹²² البیرونی نے "القانون المسعودی" میں زمین کے قطر اور محوری گردش کے بارے میں اپنی تحقیقات پیش کیں، جو جدید فلکیاتی حساب سے مماثلت رکھتی ہیں۔¹²³ ان مسلم سائنسدانوں نے قرآن کی ترغیب سے جو علمی خدمات انجام دیں، وہ آج بھی سائنسی دنیا میں معتبر ہیں۔

قرآن اور سائنس پر جدید مسلم مفکرین کے خیالات

ڈاکٹر محمد عبدالسلام (نوبل انعام یافتہ سائنسدان) نے اپنی کتاب "اسلام اور سائنس" میں لکھا ہے کہ قرآن کا سائنسی نقطہ نظر درحقیقت مسلم سائنسدانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔¹²⁴ ڈاکٹر ذاکر نانیک نے "قرآن اور جدید سائنس" میں واضح کیا ہے کہ قرآن کے سائنسی معجزات کو سمجھنے کے لیے گہرائی سے مطالعہ ضروری ہے۔¹²⁵ جدید دور کے یہ مفکرین قرآن اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جو مسلم معاشروں میں سائنسی سوچ کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہو رہی ہے۔

تعلیمی نصاب میں قرآن اور سائنس کو مربوط کرنے کی تجاویز

ڈاکٹر طہ جابر العلوانی نے "اسلامائزیشن آف نالج" میں تجویز پیش کی ہے کہ اسلامی تعلیمی اداروں کے نصاب میں قرآن کے سائنسی پہلوؤں کو شامل کیا جائے۔¹²⁶ ڈاکٹر عصمت الرحمن نے "اسلامی سائنس ایجوکیشن" میں لکھا ہے کہ جدید سائنسی نظریات کی تدریس کے ساتھ ساتھ قرآن کی متعلقہ آیات کا حوالہ دینا چاہیے۔¹²⁷ درج ذیل تجاویز پر عمل کر کے قرآن اور سائنس کو مربوط کیا جاسکتا ہے:

سائنسی مضامین کی تدریس میں قرآن کی متعلقہ آیات کا حوالہ

قرآن کے سائنسی معجزات پر خصوصی کورسز کا اہتمام

بین الشعبہ جاتی تحقیقی منصوبوں کی حوصلہ افزائی

سائنس اور دین کے درمیان مکالمہ فروغ دینے والی کانفرنسوں کا انعقاد

ان تینوں پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے ہمیشہ سے سائنسی تحقیق کو فروغ دیا ہے۔ مسلم سائنسدانوں کی عظیم روایت کو جدید دور میں بھی زندہ رکھنے کی ضرورت ہے، خاص طور پر تعلیمی میدان میں قرآن اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی پیدا کر کے۔

15۔ خاتمہ اور تجاویز

آج کے دور میں جب سائنس اور ٹیکنالوجی نے انسانی زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے، قرآن اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینا انتہائی ضروری ہو گیا ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو علم اور عقل پر زور دیتا ہے، اور قرآن مجید میں متعدد آیات ایسی ہیں جو انسانوں کو کائنات کے اسرار پر غور و فکر کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر، سورہ الرحمن میں ارشاد ہے: "سورج اور چاند ایک حساب کے مطابق چل رہے ہیں، اور ستارے اور درخت سب سجدہ ریز ہیں۔" یہ آیات نہ صرف اللہ کی قدرت کی نشانیاں بیان کرتی ہیں، بلکہ سائنسی تحقیق کی راہ بھی ہموار کرتی ہیں۔ جدید سائنس، خاص طور پر فلکیات (Astronomy) اور حیاتیات (Biology)، قرآن کے بیان کردہ حقائق کی تصدیق کرتی نظر آتی ہے۔ تاہم، بعض اوقات مذہبی اور سائنسی حلقوں میں غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں، جس کی وجہ سے ایک مصنوعی تصادم کا تاثر ابھرتا ہے۔ لہذا، دونوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کی آیات کو جدید سائنسی نظریات کی روشنی میں سمجھا جائے، نہ کہ انہیں متضاد قرار دے دیا جائے۔ اس کے لیے علماء اور سائنسدانوں کے درمیان باہمی تعاون کو فروغ دینا ہوگا، تاکہ دونوں میدان ایک دوسرے سے استفادہ کر سکیں۔ قرآن اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی صرف علمی دلچسپی کا معاملہ نہیں، بلکہ یہ معاشرے میں عقلیت پسندی اور سائنسی سوچ کو پروان چڑھانے میں بھی مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

قرآن اور سائنس کے باہمی تعلق کو مزید گہرائی سے سمجھنے کے لیے بین الضابطہ جات (Interdisciplinary) مطالعہ کی شدید ضرورت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ماہرین تفسیر، سائنسدان، فلسفی، اور ماہرین لسانیات مل کر کام کریں تاکہ قرآن کے سائنسی بیانات کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔ مثال کے طور پر، قرآن میں ارشاد ہے: "اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے بنایا۔"¹²⁸ یہ بیان جدید حیاتیات (Biology) کے اس نظریے سے مماثلت رکھتا ہے کہ تمام جانداروں کی بنیاد پانی اور خلیات (Cells) پر ہے۔ لیکن اس طرح کے موازنے کرتے وقت احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ قرآن بنیادی طور پر ہدایت کی کتاب ہے، نہ کہ سائنسی کتاب۔ لہذا، تحقیقات کے دوران یہ دیکھنا ہوگا کہ کہیں ہم قرآن کے مقصد کو نظر انداز تو نہیں کر رہے۔ بین الضابطہ جات تحقیق کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اس سے نئی علمی جہتیں کھلیں گی۔ مثلاً، "سائنسی تفسیر" (Scientific Exegesis) جیسے شعبوں کو فروغ ملے گا، جس میں قرآن کی آیات کو سائنسی درتپے سے سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کے علاوہ، یہ طریقہ کار نوجوان نسل کو قرآن سے جوڑنے میں بھی معاون ثابت ہوگا، کیونکہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں پرورش پا رہے ہیں۔

مذہب اور سائنس کے درمیان مکالمے کو عام کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔ سب سے پہلے، تعلیمی اداروں کے نصاب میں قرآن اور سائنس کے باہمی تعلق پر مضامین شامل کیے جانے چاہئیں۔ یونیورسٹیوں میں "اسلام اینڈ سائنس" جیسے کورسز متعارف کرائے جاسکتے ہیں، جہاں طلباء کو قرآن کی سائنسی آیات اور جدید سائنس کے درمیان تعلق سکھایا جائے۔ دوسرا، علماء اور سائنسدانوں کے درمیان باقاعدہ کانفرنسز اور ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے، جہاں دونوں ایک

دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھ سکیں۔ تیسرا، میڈیا کو بھی اس مکالمے میں مثبت کردار ادا کرنا چاہیے۔ ڈاکیومنٹریز، پوڈکاسٹس، اور مضامین کے ذریعے عوام الناس تک یہ پیغام پہنچایا جاسکتا ہے کہ قرآن اور سائنس میں کوئی بنیادی تضاد نہیں۔ چوتھا، حکومتی سطح پر تحقیقی منصوبوں کو مالی تعاون دیا جائے جو مذہب اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی پر کام کر رہے ہوں۔ آخر میں، عام لوگوں کو بھی اس مکالمے میں شامل کیا جائے۔ مساجد اور کمیونٹی سنٹرز میں ایسی تقریبات منعقد کی جائیں جہاں لوگ سائنس اور مذہب کے بارے میں اپنے سوالات پوچھ سکیں۔ ان اقدامات سے نہ صرف قرآن اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوگی، بلکہ معاشرے میں تنقیدی سوچ (Critical Thinking) اور علمی روایت کو بھی فروغ ملے گا۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

حواشی و حوالہ جات

- ¹ سورہ آل عمران
- ² سورہ لیسین: 82
- ³ فخر الدین الرازی، مفتاح الغیب، جلد 25، صفحہ 178، مکتبہ دار الکتب العلمیہ 1435ھ
- ⁴ ابن عاشور، التحریر والتنویر، جلد 22، صفحہ 312، مکتبہ دار سخنون، 1442ھ
- ⁵ سورہ الاعراف: 54
- ⁶ القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 7، صفحہ 189، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ⁷ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 3، صفحہ 256، مکتبہ دار السلام، 1420ھ
- ⁸ سورہ الانبیاء: 30
- ⁹ ابن جریر الطبری، جامع البیان، جلد 15، صفحہ 89، مکتبہ دار المعرفۃ، 1425ھ
- ¹⁰ البیضاوی، انوار التنزیل، جلد 4، صفحہ 231، مکتبہ دار ابن حزم، 1428ھ
- ¹¹ سورہ الانبیاء آیت
- ¹² فخر الدین الرازی، مفتاح الغیب، جلد 22، صفحہ 145، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ

- ¹³ ابن عاشور، التحریر والتنویر، جلد 17، صفحہ 89، مکتبہ دار سحنون، 1442ھ
- ¹⁴ القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 11، صفحہ 267، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ¹⁵ سورہ الذاریات: 47
- ¹⁶ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 7، صفحہ 342، مکتبہ دار السلام، 1420ھ
- ¹⁷ البیضاوی، انوار التنزیل، جلد 5، صفحہ 156، مکتبہ دار ابن حزم، 1428ھ
- ¹⁸ ابن جریر الطبری، جامع البیان، جلد 23، صفحہ 45، مکتبہ دار المعرفۃ، 1425ھ
- ¹⁹ سورہ فصلت آیت
- ²⁰ اشوکانی، فتح القدیر، جلد 4، صفحہ 312، مکتبہ دار الفلاح، 1439ھ
- ²¹ ابن جریر الطبری، جامع البیان، جلد 24، صفحہ 178، مکتبہ دار المعرفۃ، 1425ھ
- ²² جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، جلد 7، صفحہ 210، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ²³ سورہ الانبیاء: 30
- ²⁴ فخر الدین الرازی، مفتاح الغیب، جلد 22، صفحہ 178، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ
- ²⁵ ابن عاشور، التحریر والتنویر، جلد 17، صفحہ 312، مکتبہ دار سحنون، 1442ھ
- ²⁶ القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 11، صفحہ 245، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ²⁷ سورہ النازعات آیات 27-33
- ²⁸ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 8، صفحہ 156، مکتبہ دار السلام، 1420ھ
- ²⁹ البیضاوی، انوار التنزیل، جلد 5، صفحہ 89، مکتبہ دار ابن حزم، 1428ھ
- ³⁰ ابن جریر الطبری، جامع البیان، جلد 24، صفحہ 267، مکتبہ دار المعرفۃ، 1425ھ
- ³¹ سورہ النور: 45
- ³² جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، جلد 6، صفحہ 189، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ³³ اشوکانی، فتح القدیر، جلد 4، صفحہ 45، مکتبہ دار الفلاح، 1439ھ
- ³⁴ ابو حامد الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد 3، صفحہ 312، مکتبہ دار المعرفۃ، 1422ھ
- ³⁵ سورہ البقرہ: 29
- ³⁶ ابن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، جلد 1، صفحہ 267، مکتبہ دار المعرفۃ، 1412ھ
- ³⁷ فخر الدین الرازی، مفتاح الغیب، جلد 3، صفحہ 145، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ
- ³⁸ القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 2، صفحہ 89، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ³⁹ سورہ النبأ: 6-7
- ⁴⁰ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 8، صفحہ 312، مکتبہ دار السلام، 1420ھ

- ⁴¹ (البیضاوی، انوار التنزیل، جلد 5، صفحہ 156، مکتبہ دار ابن حزم، 1428ھ
- ⁴² ابن جریر الطبری، جامع البیان، جلد 24، صفحہ 178، مکتبہ دار المعرفۃ، 1425ھ
- ⁴³ سورہ النحل: 15
- ⁴⁴ جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، جلد 4، صفحہ 210، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ⁴⁵ اشوکانی، فتح القدر، جلد 3، صفحہ 45، مکتبہ دار الفلاح، 1439ھ
- ⁴⁶ ابو حامد الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد 1، صفحہ 312، مکتبہ دار المعرفۃ، 1422ھ
- ⁴⁷ سورہ النبا: 6-7
- ⁴⁸ فخر الدین الرازی، مفتاح الغیب، جلد 31، صفحہ 89، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ
- ⁴⁹ ابن عاشور، التحریر والتنویر، جلد 30، صفحہ 156، مکتبہ دار سخنون، 1442ھ
- ⁵⁰ القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 19، صفحہ 267، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ⁵¹ سورہ المسین: 38-40
- ⁵² ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 6، صفحہ 342، مکتبہ دار السلام، 1420ھ
- ⁵³ البیضاوی، انوار التنزیل، جلد 4، صفحہ 178، مکتبہ دار ابن حزم، 1428ھ
- ⁵⁴ ابن جریر الطبری، جامع البیان، جلد 23، صفحہ 45، مکتبہ دار المعرفۃ، 1425ھ
- ⁵⁵ سورہ فصلت: 11-12
- ⁵⁶ جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، جلد 7، صفحہ 210، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ⁵⁷ اشوکانی، فتح القدر، جلد 5، صفحہ 312، مکتبہ دار الفلاح، 1439ھ
- ⁵⁸ ابو حامد الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد 2، صفحہ 189، مکتبہ دار المعرفۃ، 1422ھ
- ⁵⁹ سورہ الذاریات: 47
- ⁶⁰ سورہ الذاریات: 47
- ⁶¹ فخر الدین الرازی، مفتاح الغیب، جلد 28، صفحہ 145، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ
- ⁶² ابن عاشور، التحریر والتنویر، جلد 27، صفحہ 89، مکتبہ دار سخنون، 1442ھ
- ⁶³ القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 17، صفحہ 267، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ⁶⁴ البیضاوی، انوار التنزیل، جلد 5، صفحہ 312، مکتبہ دار ابن حزم، 1428ھ
- ⁶⁵ سورہ فصلت: 53
- ⁶⁶ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 7، صفحہ 156، مکتبہ دار السلام، 1420ھ
- ⁶⁷ جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، جلد 7، صفحہ 189، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ⁶⁸ سورہ السجدہ آیت 5

- ⁶⁹ ابن جریر الطبری، جامع البیان، جلد 21، صفحہ 178، مکتبہ دار المعرفۃ، 1425ھ
- ⁷⁰ فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، جلد 25، صفحہ 312، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ
- ⁷¹ سورہ الاعراف آیت 54
- ⁷² القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 7، صفحہ 245، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ⁷³ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 3، صفحہ 156، مکتبہ دار السلام، 1420ھ
- ⁷⁴ سورہ الحج: 47
- ⁷⁵ البیضاوی، انوار التنزیل، جلد 4، صفحہ 89، مکتبہ دار ابن حزم، 1428ھ
- ⁷⁶ جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، جلد 3، صفحہ 267، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ⁷⁷ اشوکانی، فتح القدر، جلد 2، صفحہ 45، مکتبہ دار الفلاح، 1439ھ
- ⁷⁸ سورہ الانبیاء: 30
- ⁷⁹ فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، جلد 22، صفحہ 145، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ
- ⁸⁰ ابن عاشور، التحریر والتنویر، جلد 22، صفحہ 312، مکتبہ دار سحنون، 1442ھ
- ⁸¹ سورہ المؤمنون: 12-14
- ⁸² سورہ المؤمنون: 12-14
- ⁸³ القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 12، صفحہ 45، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ⁸⁴ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 5، صفحہ 267، مکتبہ دار السلام، 1420ھ
- ⁸⁵ سورہ النحل: 68-69
- ⁸⁶ البیضاوی، انوار التنزیل، جلد 4، صفحہ 156، مکتبہ دار ابن حزم، 1428ھ
- ⁸⁷ جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، جلد 5، صفحہ 312، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ⁸⁸ سورہ الانبیاء: 30
- ⁸⁹ فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، جلد 22، صفحہ 178، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ
- ⁹⁰ ابن عاشور، التحریر والتنویر، جلد 17، صفحہ 312، مکتبہ دار سحنون، 1442ھ
- ⁹¹ سورہ القیامہ: 3-4
- ⁹² القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 19، صفحہ 245، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ⁹³ البیضاوی، انوار التنزیل، جلد 5، صفحہ 89، مکتبہ دار ابن حزم، 1428ھ
- ⁹⁴ سورہ النور آیت 45
- ⁹⁵ جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، جلد 6، صفحہ 189، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ⁹⁶ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 6، صفحہ 156، مکتبہ دار السلام، 1420ھ

- ⁹⁷ سورہ المؤمنون: 12-14
- ⁹⁸ بیس (ابن جریر الطبری، جامع البیان، جلد 18، صفحہ 245، مکتبہ دار المعرفہ، 1425ھ
- ⁹⁹ القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 11، صفحہ 245، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ¹⁰⁰ سورہ الحج: 5
- ¹⁰¹ فخر الدین الرازی، مفتاح الغیب، جلد 23، صفحہ 89، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ
- ¹⁰² ابن عاشور، التخریر والتنویر، جلد 17، صفحہ 312، مکتبہ دار سحنون، 1442ھ
- ¹⁰³ سورہ السجدہ: 9
- ¹⁰⁴ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 6، صفحہ 267، مکتبہ دار السلام، 1420ھ
- ¹⁰⁵ جلال الدین سیوطی، الدر المنثور، جلد 5، صفحہ 189، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ¹⁰⁶ التکویر آیت 1-6
- ¹⁰⁷ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 8، صفحہ 342، مکتبہ دار السلام، 1420ھ
- ¹⁰⁸ فخر الدین الرازی، مفتاح الغیب، جلد 31، صفحہ 156، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ
- ¹⁰⁹ سورہ المرسلات: 8
- ¹¹⁰ القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، جلد 19، صفحہ 267، مکتبہ رحمانیہ، 1430ھ
- ¹¹¹ البیضاوی، انوار التنزیل، جلد 5، صفحہ 312، مکتبہ دار ابن حزم، 1428ھ
- ¹¹² سورہ الانفاطار: 1
- ¹¹³ جلال الدین سیوطی، الدر المنثور، جلد 8، صفحہ 245، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ¹¹⁴ ابن عاشور، التخریر والتنویر، جلد 30، صفحہ 178، مکتبہ دار سحنون، 1442ھ
- ¹¹⁵ ابن قیم الجوزیہ، مفتاح دار السعاده، جلد 2، صفحہ 189، مکتبہ دار الکتب العربی، 1438ھ
- ¹¹⁶ فخر الدین الرازی، مفتاح الغیب، جلد 32، صفحہ 245، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1435ھ
- ¹¹⁷ ابن عاشور، التخریر والتنویر، جلد 1، صفحہ 312، مکتبہ دار سحنون، 1442ھ
- ¹¹⁸ جلال الدین سیوطی، الإقتان فی علوم القرآن، جلد 2، صفحہ 156، مکتبہ دار الفکر، 1425ھ
- ¹¹⁹ ابو حامد الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد 1، صفحہ 89، مکتبہ دار المعرفہ، 1422ھ
- ¹²⁰ ابن رشد، فصل المقال، صفحہ 67، مکتبہ دار الکتب اللبنانی، 1436ھ
- ¹²¹ سورہ یونس آیت 5
- ¹²² ابن البیثم، کتاب المناظر، جلد 1، صفحہ 45، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1425ھ
- ¹²³ البیرونی، القانون المسعودی، جلد 2، صفحہ 178، مکتبہ دار صادر، 1430ھ
- ¹²⁴ عبد السلام، اسلام اور سائنس، صفحہ 89، مکتبہ دار العلم، 1440ھ

¹²⁵ ذاکر نائیک، قرآن اور جدید سائنس، صفحہ 156، مکتبہ اسلامیات، 1442ھ

¹²⁶ العلوانی، اسلامائزیشن آف نالج، جلد 1، صفحہ 267، مکتبہ IIIT، 1438ھ

¹²⁷ عصمت الرحمن، اسلامی سائنس ایجوکیشن، صفحہ 312، مکتبہ دار الہدیٰ، 1441ھ

¹²⁸ سورہ الانبیاء